بیٹے کو نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیٹے کو نصیحت

اے محبت کرنے والے ! بہت ہی پیارے بیٹے !

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت میں لمبی عمر عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے رستے پر چلنا نصیب فرمائے۔ یہ بات ذہن نشین کر لو!
نصیحت کے مہکتے پھول تو سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ، فیض گنجینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، صاحبِ مُعطّر وَمُعنبر پسینہ، صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی احادیث وسنّت سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے تجھے فیض مل چکا ہے، تو پھر تجھے میری کسی نصیحت کی ضرورت نہیں اور اگر بارگاہِ مُصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم سے تجھے کوئی نصیحت نہیں پہنچی، تو مجھے یہ بتاؤ تم نے گزرے اَیّام میں کیا حاصل کیا؟

مَہکتا مَہکاتا مدنی پھول :

اے پیارے بیٹے!
نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اپنی امّت کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائیں، اُن میں سے ایک مہکتا مدنی پھول یہ ہے۔

عَلَامَۃُ اِعْرَاضِ اللّٰہِ تَعَالٰی عَنِ الْعَبْدِ اِشْتِغَالُہٗ بِمَا لَا یَعْنِیْہِ، وَ اِنَّ امْرَأً ذَھَبَتْ ساعۃٌ مِنْ عُمُرِہٖ فِیْ غَیْرِ مَا خُلِقَ لَہٗ لَجَدِیْرٌ اَنْ تَطُوْلَ عَلَیْہِ حَسْرَتُہٗ، وَ مَنْ جَاوَزَ الْاَرْبَعِیْنَ وَ لَمْ یَغْلِبْ عَلَیْہِ خَیْرُہٗ شَرَّہٗ فَلْیَتَجَھَّزْ اِلَی النَّارِ.

یعنی بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی نظرِ عنایت پھیر لی ہے۔ اور جس مقصد کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اگر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر عرصہ حسرت دراز کر دیا جائے۔ اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اِس کے باوجود اُس کی برائیوں پر اُس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں، تو اُسے جہنّم کی آگ میں جانے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ (الفردوس بمأثور الخطاب : باب المیم ج ٣ ص ٤٩٨ رقم الحدیث ٥٥٤٤ دار الکتب العلمیة بیروت)
سمجھدار اور عقلمند کے لیے اتنی ہی نصیحت کافی ہے۔

نصیحت کس پر اثر نہیں کرتی؟

اے لختِ جگر!
نصیحت کرنا تو بہت آسان ہے، مگر اس کو قبول کر کے اس پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کے دلوں میں دنیاوی لذّات اور نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو، ان کو نصیحت و بھلائی کی باتیں کڑوی لگتی ہیں۔ اور خُصوصاً وہ جو رسمی علم کا طالب ہو، اپنی واہ واہ چاہنے میں مشغول اور دنیاوی شُہرت کے حُصول میں مگن ہو، اس مرض کا زیادہ شکار نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ اس گمانِ فاسد میں مُبتلا ہے کہ صرف حُصولِ علم ہی اس کی کامیابی اور آخرت میں نجات وچھٹکارے کے لئے کافی ہے، اس طرح وہ اپنے علم پر عمل کو لازم قرار نہیں دیتا، حالانکہ یہ تو فلسفیوں کا عقیدہ ہے۔ یہ شخص اتنا بھی نہیں جانتا کہ علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا محشر کے میدان میں شدید پکڑ کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزّہٌ عن کُلِّ عُیُوب، عزَّوجلَّ و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے۔

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَا یَنْفَعُہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اُسے (عمل نہ کرنے کی صورت میں) کوئی فائدہ نہ دیا ہو۔
(الکفایۃ فی علم الروایۃ ص ۷ المکتبۃ العلمیۃ المدینۃ المنورۃ)

حضرت سیّدُنا امام جنید بغدادی علیہ رحمۃ الھادی کو بعدِ وصال کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا، اے ابوالقاسم! (بعدِ وفات آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟) کچھ ارشاد فرمائیے۔ فرمایا ''علمی اَبحاث اور علمی نِکات کی باریکیاں کام نہ آئیں مگر رات کی تنہائی میں ادا کی جانے والی نماز (تہجد) نے خوب فائدہ پہنچایا''۔

علم پر عمل نہ کرنے کی مثال:

اے نُورِ نظر!

نیک اعمال سے محروم اور باطنی کمالات سے خالی نہ رہنا۔ (ظاہر و باطن کو اَخلاقِ حَسَنہ سے مُزیَّن و آراستہ کرنا) اور اس بات کو یقینی جان کہ (عمل کے بغیر) صرف علم ہی بروزِ حشر تیرے کام نہ آئے گا۔ جیسا کہ ایک شخص جنگل میں ہو اور اس کے پاس دس تیز اور عمدہ تلواریں اور دیگر ہتھیار ہوں، ساتھ ہی ساتھ وہ بہادر بھی ہو اور اسے جنگ کرنے کا طریقہ بھی آتا ہو، ایسے میں اچانک ایک مُہیب اور خوفناک شیر اس پر حملہ کر دے! تُو تیرا کیا خیال ہے؟ کہ استعمال کے بغیر صرف ان ہتھیار کی موجودگی اُسے اس مصیبت سے بچا سکتی ہے؟ یقیناً تُو اچھی طرح جانتا ہے کہ ان ہتھیاروں کو استعمال میں لائے بغیر اس حملے سے نہیں بچا جاسکتا۔ لہٰذا اس بات کو اپنے گرہ سے باندھ لو! کہ اگر کسی شخص کو ہزاروں علمی مسائل پر عُبور حاصل ہو اور وہ اس کی تعلیم بھی دیتا ہو، لیکن اس کا اپنے علم پر عمل نہ ہو، تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اس بات کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے، کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو، اسے گرمی اور صفرہ کی شکایت ہو۔ اور یہ بات اس کے علم میں ہو کہ اس کا علاج سکنجبین اور کشکاب کا استعمال کرنے میں ہے۔ تو انھیں استعمال بغیر (صرف ان کی موجودگی سے) اس کا مرض کس طرح ختم ہو سکتا ہے؟

گر مَیْ دُو ہزار بار پیمائی

تامَیْ نخوری نباشدت شیدائی

اگر تیرے پاس کافی مقدار میں شراب موجود ہو، جب تک تو اس میں سے کچھ پی نہ لے، تجھے نشہ نہ ہوگا۔

صرف کتابیں جمع کرنے کا فائدہ نہیں:

پیارے بیٹے!

اگر تو سو سال تک حُصولِ علم میں مصروف رہے اور ہزاروں کتابیں جمع کرلے تو غور سے سُن! جب تک تیرا اس پر عمل نہیں ہوگا، اس وقت تک تُو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کا مستحق نہیں بن سکتا۔

پروردگارِ عالم عزَّوجلّ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔ (النجم / ۳۹)

ربِّ کریم عزَّوجلّ کا ارشادِ پاک ہے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

ترجمہ کنزالایمان: تو جسے اپنے ربّ سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے۔ (الکھف / ۱۱۰)

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

ترجمہ کنزالایمان: بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ (توبہ / ۸۲)

ربُّ العالمین عزَّوجلّ کا ارشادِ پاک ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے فردوس کے باغ ان کی مہمانی ہے۔

وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔ (الکھف / ۱۰۷، ۱۰۸)

اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً

ترجمہ کنزالایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔ (الفرقان/ ۷۰)

اور ان احادیث مبارکہ کے بارے میں تیرا کیا کہنا ہے؟ (کیا ان کو پڑھ کر بھی تجھے عمل کی ترغیب نہیں ملے گی؟)

اسلام کی بنیاد:

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَ حَجِّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) اللہ (عزّ وجلّ) کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور جسے استطاعت ہو اس کا حج ادا کرنا۔

(سنن الترمذی: کتاب الایمان، باب ما جاء بنی الاسلام علیٰ خمس ج ٤ ص ٢٧٥ رقم الحدیث ٢٦١٨ دارالفکر بیروت)

اَلْاِيْمَانُ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ

ایمان، زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور ارکان (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب کون؟

نیک اعمال کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق دلائل (قرآن وحدیث میں) اتنے ہیں کہ جنھیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اگرچہ بندے کا جنّت میں داخلہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم ہی سے ہوگا، لیکن اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کرتے ہوئے نیک لوگوں میں شامل ہوجائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے۔ (الاعراف/ ٥٦)

اور اگر یہ کہا جائے کہ صرف صاحبِ ایمان ہونا ہی جنّت میں داخلے کے لیے کافی ہے۔ (اور عمل کی ضرورت نہیں) تو ہم کہیں گے کہ آپ کا کہنا درست ہے۔ مگر اسے جنّت میں جانا کب نصیب ہوگا؟ وہاں تک تو پہنچنے کے لیے اسے کافی دشوار گزار گھاٹیوں اور پُر خار وادیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جن میں سے پہلا مشکل ترین مرحلہ تو ایمان کی گھاٹی ہے۔ کیا خبر یہ اپنا ایمان بھی سلامت لے جانے میں کامیاب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وقتِ نزع اس کا ایمان محفوظ رہا اور یہ) جنّت میں داخل ہو بھی گیا تو پھر بھی مفلس جنّتی ہوگا۔ جیسا کہ

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا۔ ''اے میرے بندو! میری رحمت سے جنّت میں داخل ہوجاؤ اور اسے اپنے اعمال کے مطابق تقسیم کرلو''۔

شانِ رحمتِ خداوندی عزَّ وجل:

اے لختِ جگر!

جب تک تُو باعمل نہیں ہوگا اجر وثواب نہیں پائے گا۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے ستر سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ربِّ کریم عزَّ وجلّ نے ارادہ فرمایا کہ اس کی شان وعظمت فرشتوں پر ظاہر ہو، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تاکہ اسے یہ بتادے کہ اس قدر زہد وعبادت کے باوجود تُو جنّت کا مستحق نہیں۔ چنانچہ فرشتہ اس عابد کے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا۔ اس نیک شخص نے جواب دیا۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اور ہمارا کام اس کی عبادت کرنا ہے''۔ (اب یہ خالق ومالک عزَّ وجلّ کی مرضی ہے کہ محض اپنے کرم سے داخلِ جنّت فرمادے یا عدل کرتے ہوئے جہنّم میں جھونک دے) جب فرشتہ ربِّ کائنات عزَّ وجلّ کی بارگاہِ عزّت میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے

پوچھا۔"میرے بندے نے کیا جواب دیا؟"فرشتہ کہنے لگا "یا الٰہ العالمین (عزّوجلّ) تو اپنے بندے کے جواب سے بخوبی واقف ہے"۔تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" جب میرا بندہ میری عبادت سے جی نہیں چُراتا، تو میری شانِ کریمی کا تقاضا ہے کہ میں بھی اس سے نظرِ رحمت نہ پھیروں۔ اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس کی مغفرت فرمادی "۔

محبوبِ پروردگار، امّت کے غم خوار، بے کسوں کے مددگار، ہم غریبوں کے غم گسار، شفیعِ روزِ شُمار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ عالیشان ہے۔

حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَ زِنُوْا اَعْمَالَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا

اس سے پہلے کہ تمہارا حساب ہو اپنا حساب خود کرلو۔اور اپنے اعمال کا وزن کرلو قبل اس کے کہ انھیں تولا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال:

شیرِ خدا مولیٰ علی مشکل کشا کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں۔" جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نیک اعمال اپنائے بغیر داخلِ جنّت ہو گا، تو وہ جھوٹی اُمید و آس کا شکار ہے۔اور جس نے یہ خیال کیا کہ نیک اعمال کی بھرپور کوشش سے ہی جنّت میں داخل ہو گا، تو گویا وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مُستغنی و بے پرواہ سمجھ بیٹھا ہے"۔اور حضرت سیّدنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔"اعمالِ حَسَنہ کے بغیر جنّت کی تمنا رکھنا گناہ سے کم نہیں"۔اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کا ارشادِ گرامی ہے۔"حقیقی بندگی کی علامت یہ ہے کہ بندہ عمل پر اِترانا چھوڑ دے، نہ کہ عمل کرنا ہی ترک کر دے"۔

سرکارِ دوعالم، نورِ مُجسّم، شاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمانِ مُعظّم ہے۔

اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَ عَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَ الْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ

عقل مند اور سمجھدار وہ ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے، اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے۔

اور اَحمق و نادان وہ ہے جس نے نفسانی خواہشات کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ (کی رحمت سے جنّت ملنے کی) اُمید رکھی۔

(فتح الباری : کتاب النکاح . قوله اذا دخلت ليلاً.....الخ ج ۹ ص ۳۴۲ دار المعرفة بيروت)

حُصولِ علم و مطالعه کا صحیح مقصد:

اے پیارے بیٹے!

تُو کتنی ہی راتیں کو جاگ جاگ کر حُصولِ علم میں مشغول و مصروف رہا۔اور کتب بینی میں اپنے اوپر نیند حرام کی۔میں نہیں جانتا کہ تیری اس محنت و مشقت کا سبب کیا تھا؟ اگر تیری نیّت دنیوی فائدے حاصل کرنے، دنیا کے منصب اور عہدوں کے پانے اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کرنے کی تھی تو، (کان کھول کر سُن لے!) تیرے لیے "ہلاکت" ہے، تیرے لیے "بربادی" ہے۔اور اگر ان شب بیداریوں میں تیری نیّت یہ تھی کہ تو حبیبِ پروردگار، امّت کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، جنابِ احمدِ مختار، عزّوجلّ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیاری پیاری شریعت (اور سنّت) کا پیغام عام کرے گا، اپنے کردار و اَخلاق کو سنّتوں کے سانچے میں ڈھالے گا۔اور نفسِ امّارہ، جو کہ ہمیشہ برائی کی طرف بُلاتا ہے، اس کی شرارتوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے گا تو تجھے "مُبارک" ہو، تیرے لیے "خوشی" ہے۔

کسی شاعر نے سچ ہی کہا ہے۔

سَهَرُ الْعُیُوْنِ لِغَیْرِ وَجْهِکَ ضَائِعٌ
وَ بُکَاؤُهُنَّ لِغَیْرِ فَقْدِکَ بَاطِلٌ

تیرے رُخِ زیبا کے دیدار کے علاوہ کسی غیر کے لیے ان آنکھوں کا جاگتے رہنا بیکار ہے۔

اور تیرے علاوہ کسی اور کے فراق میں ان کا رونا باطل و عَبَث ہے۔

اے نورِ نظر!

(حدیثِ پاک میں آیا ہے۔)

عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّکَ مَیِّتٌ وَ أَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَإِنَّکَ مُفَارِقُهُ وَ اعْمَلْ مَا شِئْتَ فَإِنَّکَ تُجْزٰی بِهٖ

جیسے چاہے زندگی گزارو، آخرِ کار تمہیں مرنا ہے۔اور جس سے چاہو محبت کرو، ایک نہ ایک
دن تم اس سے جدا ہو جاؤ گے۔اور جیسا چاہے عمل کرو، بالآخر اس کا بدلہ ضرور دیئے جاؤ گے۔

اے لختِ جگر!

علمِ کلام ومُناظرہ، علمِ طبّ، علمِ دَواوین واشعار، علمِ نجوم وعُروض، علمِ نحو وصَرف (جن کے حاصل کرنے کا مقصد اگر دنیوی شُہرت کا حُصول اور لوگوں پر اپنی بڑائی وبرتری کا اظہار تھا) تو سوائے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اپنی عُمر کا قیمتی وقت ضائع کرنے کے تیرے ہاتھ کیا آیا؟

میّت سے چالیس سُوال:

میں نے انجیلِ مُقدّس میں یہ لکھا ہوا پایا، کہ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ علٰی نبیِّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام ارشاد فرماتے ہیں۔جس وقت میّت کو چارپائی پر رکھ کر قبر تک لایا جاتا ہے، اس دوران اللہ تعالیٰ اس میّت سے چالیس سُوال کرتا ہے۔ان میں سے پہلا سُوال یہ ہے۔"اے میرے بندے! لوگوں کو حسین وجمیل نظر آنے کے لیے برسوں تُو اپنے آپ کو سنوارتا رہا، لیکن جس چیز (یعنی دل) پر میری نظرِ (رحمت) ہوتی ہے۔اسے تُو نے ایک لحہ بھی پاک اور صاف نہ کیا؟" (اے انسان!) ہر روز اللہ تعالیٰ تیرے دل پر نظر کرتا اور ارشاد فرماتا ہے۔تیرا زیب وزینت کرنا لوگوں کو دکھانے کے لیے ہوتا ہے، حالانکہ تُو میری طرف سے حاصل کردہ بھلائیوں (نعمتوں) میں گھرا ہوا ہے۔(پھر بھی میری فرمانبرداری واطاعت کی طرف مائل نہیں ہوتا؟) کیا تُو بہرہ ہو چکا ہے؟ تجھے کچھ سنائی دیتا ہے؟"

غیر مفید اور بے فائدہ علم:

اے پیارے بیٹے!

علم کے بغیر عمل پاگل پن اور دیوانگی سے کم نہیں۔اور عمل بغیر علم کے ناممکن ہے۔(اس بات کو اپنی گرہ سے باندھ لو! کہ) جو علم آج تجھے گناہوں سے دُور نہیں کر سکا، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت (وعبادت) کا شوق پیدا نہ کر سکا، تُو یاد رکھ! یہ کل قیامت میں تجھے جہنّم کی (بھڑکتی ہوئی) آگ سے بھی نہیں بچا سکے گا۔اگر آج تُو نے نیک عمل نہ کیا، (سنّتوں کے سانچے میں ڈھل کر باعمل نہ بنا) اور گزرے ہوئے وقت کا تدارک نہ کیا، تو کل قیامت میں تیری ایک ہی پکار ہوگی۔

فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً

ترجمہ کنزالایمان: ہمیں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں۔ (السّجدہ/ ۱۲)

تُو تجھے جواب دیا جائے گا، اے اَحمق ونادان! تُو وہیں سے تو آ رہا ہے۔

اے لختِ جگر!

روح میں ہمّت پیدا کر، نفس کے خلاف جہاد کر اور موت کو اپنے قریب تر جان۔کیونکہ تیری منزل قبر ہے۔اور قبرستان والے ہر لحہ تیرے مُنتظر ہیں۔کہ تُو کب ان کے پاس پہنچے گا؟ خبردار! خبردار! ڈر اس بات سے کہ بغیر زادِ راہ کے تُو ان کے پاس پہنچ جائے۔

سعادت مند اور بد بخت:

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ جسم پنجرے ہیں پرندوں کے لیے (یعنی ایسی سعادت مند روحوں کے لئے، جو ہر لحہ عالمِ بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب ہیں) یا یہ جسم اصطبل ہیں جانوروں کے لیے (یعنی ایسی روحوں کے لئے جو نیک اعمال سے دور ہیں)

پس تُو اپنی ذات میں غور کر کہ ان دونوں میں سے تیرا شُمار کس کے ساتھ ہے؟ اگر تُو عالمِ بالا کی جانب پرواز کے لئے بیتاب پرندوں میں سے ہے۔تو جب تُو تُو (موت کے وقت) یہ مَسحُور وخوش کُن آواز سنے گا۔

اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ

ترجمہ کنزالایمان: اپنے ربّ کی طرف واپس ہو۔ (الفجر/ ۲۸)

تُو فوراً اُڑ کر بلندیوں کی طرف پرواز کرے گا۔ اور جنّت کے اعلیٰ مقام پر جا پہنچے گا۔ جیسا کہ سیّدِ اِنس وجان، رحمتِ عالمیان، نبیِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا۔

اِهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه)

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے عرشِ رحمٰن عزَّ وجلّ فرحت وشادمانی سے جھوم اُٹھا۔

(صحیح البخاری : کتاب مناقب الانصار، باب. مناقب سعد بن مُعاذ رضی الله تعالیٰ عنه ج ٢ ص ٥٦٠ رقم الحدیث ٣٨٠٣ دار الکتب العلمیة بیروت)

اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ تیرا شُمار جانوروں میں ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

ترجمہ کنزُالایمان: وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھ کر گمراہ۔ (الاعراف/١٧٩)

پس ایسی صورت میں بے خوف نہ ہو کہ، اس دنیا سے سیدھا جہنّم کی آگ میں جانا پڑے گا۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ الباری کی خدمت میں ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ پیالہ ہاتھ میں لیتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر غشی طاری ہوگئی اور پیالہ دستِ مبارک سے نیچے گرگیا۔ جب کچھ دیر بعد اِفاقہ ہوا تو لوگوں نے پوچھا۔ اے ابُوسعید! آپ کو کیا ہوگیا تھا؟ فرمایا مجھے جہنّمیوں کی وہ اِلتجائیں یاد آگئیں، جو وہ جنّتیوں سے کریں گے۔

اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ

ترجمہ کنزُالایمان: کہ ہمیں اپنے پانی کا فیض دو یا اُس کھانے کا جو اللہ نے تمھیں دیا۔ (الاعراف / ٥٠)

صرف حُصُولِ علم ہی کافی نہیں:

اے پیارے بیٹے!

اگر صرف علم حاصل کرنا ہی کافی ہوتا اور اس پر عمل کی ضرورت نہ ہوتی تو صبحِ صادق کے وقت اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان بے کار رہتا۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

هَلْ مِنْ سَائِلٍ ، هَلْ مِنْ تَائِبٍ ، هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ

ہے کوئی اپنی حاجت طلب کرنے والا؟ ہے کوئی تَوبہ کرنے والا؟ ہے کوئی گناہوں سے مُعافی چاہنے والا؟

(مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنه (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنه) ج ٤ ص ٦٩ رقم الحدیث ١١٢٩٥ دار الفکر بیروت)

ایک مرتبہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے محبوبِ ربِّ داور، خَلق کے رہبر، ساقیِ کوثر، شفیعِ روزِ محشر، عزَّ وجلّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ کیا۔ تو نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا۔

نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ کَانَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ

عبداللہ ایک اچھا شخص ہے، کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ تہجّد بھی ادا کرتا۔

(صحیح مسلم : کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنهم، باب . من فضائل عبد الله بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما ص ١٣٤٦ رقم الحدیث ٢٤٧٩ دار ابن حزم بیروت)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوّت، مخزنِ جُود وسخاوت، محبوبِ ربُّ العزّت، محسنِ انسانیت عزَّ وجلّ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی کو ارشاد فرمایا۔

لَاتُکْثِرِ النَّوْمَ بِا للَّیْلِ فَاِنَّ کَثْرَۃَالنَّوْمِ بِاللَّیْلِ تَدَعُ صَاحِبَہٗ فَقِیْراً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

رات کوزیادہ نہ سویا کروکیونکہ شب بھر سونے والا (نفلی عبادات نہ کرنے کے باعث) بروزِ قیامت (نیکیوں کے سلسلے میں) فقیر ہوگا۔

(تذکرۃُ الحفّاظ:۔ المجلّد الاوّل الجزء ۲ ص ۱۳۳ ۔ الطّبقۃ التّاسعۃ (الطّرطوسی الحافظ البارع ابوبکر محمد بن عیسیٰ بن یزید التّیمیمی) دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اے نورِ نظر!

(قرآنِ مجید میں یہ فرمان موجود ہے۔)

وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ

ترجمہ کنزُالایمان: اور رات کے کچھ حصّہ میں تہجد ادا کرو۔ (بنی اسرآئیل / ۷۹)

یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَ بِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ o

ترجمہ کنزُالایمان: اور پچھلی رات اِستغفار کرتے۔ (ذاریات / ۸)

یہ شکر ہے۔ (یعنی قبولیتِ توبہ کی دلیل ہے)

وَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ o

ترجمہ کنزُالایمان: اور پچھلے پہر سے مُعافی مانگنے والے۔ (آلِ عمران / ۱۷)

یہ (اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے والوں کا) ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کو محبوب تین آوازیں:

خاتم المُرسلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المُذنبین، انیسُ الغریبین، سراج السّالکین، محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں

ثَلَاثَۃُ اَصْوَاتٍ یُحِبُّھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ صَوْتُ الدِّیْکِ وَ صَوْتُ الَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَصَوْتُ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَ سْحَارِ .

اللہ تعالیٰ کو تین آوازیں پسند ہیں۔ مرغ کی آواز (جو صبح نماز کے لیے جگاتی ہے) تلاوتِ قرآن پاک کی آواز اور صبح سویرے اپنے گناہوں سے مُعافی طلب کرنے والے کی آواز۔

(الفردس بمأثور الخطاب: امّ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما ج ۲ ص ۱۰۱ رقم الحدیث ۲۰۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فرشتے کی صدا:

حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری علیہ رحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا پیدا فرمائی ہے۔ جو سَحَری کے وقت چلتی ہے۔ اور اس وقت ذکرِ الٰہی عزَّ وجلَّ میں مگن اور گناہوں سے مُعافی مانگنے میں مشغول، خوش نصیبوں کی آوازوں کو ربِّ کریم عزَّ وجلَّ کی بارگاہ میں پیش کرتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ رات شروع ہونے پر ایک فرشتہ عرش کے نیچے سے یہ ندا دیتا ہے، کہ اب عبادت گزاروں کو اُٹھ جانا چاہیے۔ چنانچہ عبادت گزار کھڑے ہوجاتے ہیں اور جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، نوافل ادا کرتے ہیں۔ جب آدھی رات گزر جاتی ہے۔ تو فرشتہ دوبارہ ندا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں کو اُٹھ جانا چاہیے۔ تو اطاعت گزار اپنے بستروں سے اُٹھ کر سَحَری تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں جب سَحَری کا وقت ہوتا ہے۔ تو فرشتہ ایک مرتبہ پھر ندا دیتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرنے والوں کو اُٹھ جانا چاہیے۔ چنانچہ ایسے خوش نصیب اُٹھ جاتے ہیں اور اپنے ربِّ غفار عزَّ وجلَّ سے مغفرت طلب کرنا شروع کردیتے ہیں۔ اور جب فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ تو فرشتہ پکارتا ہے۔ اے غافلو! اب تو اُٹھو۔ پھر یہ لوگ اپنے بستروں سے یوں اُٹھتے ہیں، جیسے مردے ہیں جنھیں ان کی قبروں سے نکال کر پھیلا دیا گیا ہے۔

اے لختِ جگر!

حضرت سیّدنا لقمان علیہ رحمۃ المنّان کی وصیتوں میں یہ بھی ہے، کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا۔

اے نورِ نظر! کہیں مرغ تجھ سے زیادہ عقل مند ثابت نہ ہو، کہ وہ تو صبح سویرے اُٹھ کر اذان دے (اپنے پروردگار عزَّ وجلّ کو یاد کرے) اور تو (غفلت میں) پڑا سوتا رہ جائے۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

لَقَدْ هَتَفَتْ فِیْ جُنْحِ لَیْلٍ حَمَامَۃٌ
عَلٰی فَنَنٍ وَھْناً وَ اِنِّیْ لَنَائِمُ
کَذَبْتُ وَبَیْتِ اللّٰہِ لَوْ کُنْتُ عَاشِقاً
لَمَّا سَبَقَتْنِیْ بِالْبُکَاءِ الْحَمَائِمُ
وَ اَزْعَمُ اِنِّیْ ھَائِمٌ ذُوْصَبَابَۃٍ
لِرَبِّیْ فَلَا اَبْکِیْ وَ تَبْکِی الْبَھَائِمُ

(ترجمہ) رات کو تُو فاختہ شاخ پر بیٹھی آوازیں لگا رہی ہے اور میں خوابِ غفلت کا شکار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہوں۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کا سچا عاشق ہوتا، تو فاختہ رونے میں مجھ سے سبقت نہ لے جاتی۔ میرا گمان فاسد تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے خوب محبت کرنے والا ہوں۔ ہائے افسوس! کہ جانور بھی روتے ہیں اور میں محبتِ الٰہی عزَّ وجلّ کا مدّعی و دعویدار ہو کر بھی کبھی رو نہ سکا۔

اطاعت و عبادت کی حقیقت :

اے پیارے بیٹے!

علم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ! "تُو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کیا ہے؟" (سُن لو کہ!) اللہ تعالیٰ کے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اَوامر وَنَواہی (یعنی نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کے احکامات) کی اتباع کرنے کا نام اطاعت وعبادت ہے۔ خواہ ان کا تعلق گفتار سے ہو یا کردار سے یعنی جو کچھ کرے یا نہ کرے، بولے یا نہ بولے یہ سب کچھ شریعت کے مطابق ہونا چاہیے۔ (اس طرح کہ تیرا ہر عمل سنّتِ مُصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا آئینہ دار ہو۔ اگر تُو کوئی کام کرے اور وہ تجھے بظاہر عبادت معلوم ہو، لیکن اگر وہ کام سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قول وفعل کے مطابق نہیں، تو یہ کام عبادت میں شمار نہ ہوگا بلکہ تُو گناہ گار ہوگا، خواہ وہ نماز روزہ ہی کیوں نہ ہو) مثلاً تُو عید کے دن یا ایّامِ تشریق کو روزے رکھے گا تو گناہ گار ہوگا۔ یا غصب شدہ کپڑوں میں نماز پڑھے گا، اگرچہ یہ عبادات سے تعلق رکھتے ہیں، مگر پھر بھی تجھے گناہ ملے گا۔

اے لختِ جگر!

تیرا ہر عمل اور گفتگو شریعت کے مطابق ہو۔ کیونکہ ہر وہ علم وعمل جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شریعت کے مطابق نہیں، وہ گمراہی اور حق سے دوری ہے۔ تجھے نام نہاد صوفیوں (بے عمل پیروں) کی فریب کاری اور شعبدہ بازی و عیّاری سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کیونکہ سُلوک کی منزلیں تو نفس کی لذتوں اور خواہشات کو مجاہدے کی تلوار سے کاٹنے سے طے ہوتی ہیں نہ کہ (ان نام نہاد صوفیوں کی) کشف و کرامات اور غیر مفید حرکات وسکنات سے (کیونکہ اللہ عزَّ وجلّ کا دوست بننے کے لیے تجھے پیرِ کامل کی تربیت کے مطابق مجاہدہ کرنا پڑے گا۔ جبکہ کسی بے عمل صوفی کی شعبدہ بازیوں سے متاثر ہو کر اسے اپنی کامیابی اور منزل تک رسائی کے لیے کافی قرار دینا سوائے بے وقوفی کے کچھ نہیں) اور اس بات کو بھی بخوبی سمجھ لے! زبان کا بے باک ہونا، اور دل کا غفلت وشہوت سے بھرا ہونا اور دنیاوی خیالات ہی میں ڈوبا رہنا شقاوت وبدبختی کی علامت ہے۔ جب تک نفس کی خواہشات کو کامل مجاہدہ وریاضت سے ختم نہیں کرے گا، اس وقت تک تیرے دل میں معرفت کی روشنی پیدا نہیں ہوگی۔

اے پیارے بیٹے!

تُو نے بعض ایسے مسائل مجھ سے دریافت کیے ہیں، جن کا جواب تحریری اور زبانی طور پر پوری طرح بیان نہیں ہوسکتا۔ اگر تُو اس حالت تک پہنچ گیا، تُو خود بخود تجھے تیرا جواب مل جائے گا۔ اگر ایسا نہ ہو سکا تو ان کا جاننا محال ہے۔ کیونکہ ان کا تعلق ذوق سے ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کا تعلق ذوق سے ہو، اسے زبانی بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے میٹھی چیز کی مٹھاس اور کڑوی چیز کی کڑواہٹ کو صرف چکھ کر ہی جانا جاسکتا ہے۔

کسی نامرد نے اپنے دوست کو تحریر کیا کہ وہ اسے مُجامعت کی لذّت سے آگاہ کرے، تُو اس کے دوست نے جواباً لکھا کہ میں تو تجھے صرف نامرد سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ نامرد ہونے کے ساتھ ساتھ تُو بے وقوف بھی ہے۔ اس لذت کا تعلق تو ذوق سے ہے اگر تُو قوتِ مُجامعت پر قادر ہو گیا تو اس کی

لذّت سے بھی آشنا ہو جائے گا ورنہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

اے لختِ جگر!

تیرے بعض مسائل تُو اِسی قسم کے ہیں۔ (کہ جن کا تحریری جواب دینا ضروری نہیں) لیکن بعض پوچھے گئے مسائل ایسے بھی ہیں، جن کا جواب دیا جاسکتا ہے۔ اور ہم نے ان مسائل کو (اپنی کتاب) اِحیاءُ العلوم وغیرہ میں تفصیل کیساتھ ذکر کیا ہے۔ جبکہ یہاں ہم ان میں سے کچھ کا ذکر کرتے ہیں ۔ اور بعض کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

مُرید کے لیے لازم اور ضروری اُمور:

سالک (مرید) کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔

﴿۱﴾ ایسا صحیح عقیدہ جس میں بدعت شامل نہ ہو۔

﴿۲﴾ ایسی سچّی توبہ کہ پھر گناہوں کی طرف نہ پلٹے۔

﴿۳﴾ جو ناراض ہیں انہیں راضی رکھنا، تا کہ اس پر کسی کا کوئی حق باقی نہ رہے۔

﴿۴﴾ اتنا علمِ دین حاصل کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے اَحکامات کو بہتر طریقے سے ادا کیا جاسکے۔ پھر عُلُومِ آخرت میں سے بھی اتنا علم ہو کہ جس پر عمل کرنے سے نجات ممکن ہو۔

چار ہزار احادیث میں سے صرف ایک؟

حضرت سیّدنا شیخ شِبلی علیہ رحمۃ الولی نے چار سو علماء کرام کی خدمت میں رہ کر علم دین حاصل فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے چار ہزار احادیث مبارکہ پڑھیں، پھر میں نے ان میں سے ایک حدیثِ پاک کو منتخب کیا اور اس پر عمل پیرا ہوا اور باقی حدیثوں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے اس حدیث پاک میں خوب غور وفکر کیا، تو عذابِ الٰہی عزَّ وجلّ سے چھٹکارا، اور اپنی نجات و کامیابی اسی میں پائی۔ اور عُلُومِ اوّلین و آخرین کو اس میں موجود پایا۔ لہٰذا اسے اپنے عمل کے لیے کافی قرار دیا۔ وہ (پیاری پیاری، مہکی مہکی) حدیثِ مبارکہ یہ ہے۔ کہ رسول اکرم، رحمتِ دو عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے ارشاد فرمایا۔

اِعْمَلْ لِدُنْيَاکَ بِقَدْرِ مَقَامِکَ فِيْهَا وَ اعْمَلْ لِآخِرَتِکَ بِقَدْرِ بَقَاءِکَ فِيْهَا
وَ اعْمَلْ لِلّٰهِ بِقَدْرِ حَاجَتِکَ اِلَيْهِ وَاعْمَلْ لِلنَّارِ بَقَدْرِ صَبْرِکَ عَلَيْهَا

جتنا دُنیا میں رہنا ہے، اُتنا دُنیا کے لیے، اور جتنا عرصہ قبر و آخرت میں رہنا ہے، اُتنی قبر و آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جا۔ اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتنا عمل کر جتنا تُو اس کا محتاج ہے۔ اور نارِ جہنّم کے لیے اتنا عمل کر جتنی تجھ میں قوتِ برداشت ہے۔

اے نورِ نظر!

جب تو اس حدیث پاک پر ہی عمل کرے گا، تو پھر تجھے کثرتِ علم (غیر ضروری) کی کچھ ضرورت نہیں۔ (بلکہ صرف اور صرف اپنے علم پر عمل ہی کی ضرورت ہے)

تیس سالہ دور طالب علمی کا حاصل:

ایک اور حکایت سے اپنے لیے عمل کا جذبہ حاصل کرلے، کہ حضرت سیّدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الاکرم، حضرت سیّدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ الغنی کے شاگردوں میں سے تھے، ایک دن حضرت سیّدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ القوی نے پوچھا اے حاتم! (علیہ رحمۃ الاکرم) تُو نے تیس سال میری صحبت میں گزارے، اتنے عرصہ میں تُو نے کیا حاصل کیا؟ حضرت سیّدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الاکرم نے جواب دیا۔ میں نے علم کے آٹھ فوائد حاصل کیے ہیں، جو کہ میرے لیے کافی ہیں۔ (کہ ان پر اخلاص واستقامت کے ساتھ عمل کی صورت میں) مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے نجات پا جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ حضرت سیّدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ الغنی نے فرمایا۔ بتاؤ وہ آٹھ فوائد کون کون سے ہیں؟ حضرت سیّدنا حاتم اصم علیہ رحمۃ الاکرم ارشاد فرمانے لگے۔

پہلا فائدہ:

میں نے لوگوں کو بنظرِ غور دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی محبوب و معشوق ہے، جس سے وہ محبت کرتا ہے اور عشق کا دم بھرتا ہے، لیکن لوگوں کے محبوب ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی مرض الموت تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر تک ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک واپس لوٹ آتا ہے۔ اور اسے قبر میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ قبر میں نہیں جاتا۔ لہٰذا میں نے غور و فکر کیا اور اپنے آپ سے کہا۔ بندے کا سب سے اچھا، محبوب اور بہترین دوست تو وہ ہے جو اس کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں کی وحشت و گھبراہٹ کی گھڑیوں میں اس کا مُونس اور غم خوار ہو، تو مجھے سوائے ''نیک اعمال'' کے کوئی اس قابل نظر نہ آیا تو میں نے نیک اعمال سے دوستی کر لی۔ (سنّتوں کا عامل بنا) تاکہ یہ میری قبر کو روشن کریں اور مجھے ان سے اُنس ملے اور یہ مجھے تنہا نہ چھوڑیں۔

دوسرا فائدہ:

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کیلئے بڑی تیزی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ربِّ کریم عزَّ وجلّ کے اس ارشادِ گرامی میں غور و فکر کیا۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ

ترجمہ کنزُالایمان: اور جو اپنے ربّ کے حُضور کھڑے ہونے سے ڈرا، اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی ٹھکانہ ہے۔

(النّٰزعٰت / ٤٠،٤١)

مجھے یقین ہے کہ قرآنِ حکیم حق، اور اللہ تعالٰی کا سچا کلام ہے۔ لہذا میں نے اپنے نفس کی مخالفت شروع کر دی۔ اور ریاضت و مجاہدات کی طرف مائل ہوا۔ اور نفس کی کوئی خواہش اس وقت تک پوری نہ کی، جب تک یہ اللہ تعالٰی کی اطاعت و فرمانبرداری میں راضی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے اَحکامِ الٰہی عزَّ وجلّ کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا۔ اور سچا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔

تیسرا فائدہ:

میں نے دیکھا ہر آدمی دنیاوی مال و دولت جمع کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور پھر بڑا خوش ہے کہ اس کے پاس بہت سامان و متاع ہے۔ پس میں نے اللہ تعالٰی کے اس ارشادِ پاک پر غور کیا۔

مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ

ترجمہ کنزُالایمان: جو تمھارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہے گا۔ (النحل / ٩٦)

تو میں نے جو کچھ جمع کیا تھا، اللہ تعالٰی کی رضا کے لیے مسکینوں میں تقسیم کر دیا تاکہ یہ ربِّ کریم عزَّ وجلّ کے پاس ذخیرہ ہو جائے، اور مجھے آخرت میں اس سے فائدہ پہنچے۔

چوتھا فائدہ:

میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شان و شوکت اور عزّت و شرافت کا معیار بڑی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھنے کی بنا پر ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے لوگ اپنے آپ کو معزّز و مکرّم سمجھتے ہیں۔

بعض کا گمان یہ ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرتِ اہل و عیال سے عزّت ملتی ہے۔ ایسے لوگ اپنی دولت اور اولاد پر فخر کرتے ہیں۔

بعض لوگ ایسے ہیں، جو اپنی عزّت و شرافت دوسروں کا مال لوٹنے، ان پر ظلم کرنے اور ان کا خون بہانے میں سمجھتے ہیں۔

بعض لوگوں کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ مال ضائع کرنے اور اِسراف و فُضول خرچی ہی میں عزّت و بزرگی پوشیدہ ہے۔

جب میں نے اللہ تعالٰی کے اس ارشادِ مبارک پر غور کیا۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

ترجمہ کنزُالایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (الحجرات / ١٣)

تو میں نے تقوٰی اور پرہیزگاری کو اختیار کیا۔ اور میں نے یقینِ کامل کر لیا کہ اللہ تعالٰی کا کلام حق اور سچ ہے، جبکہ لوگوں کے گمان اور نظریات سب کے سب جھوٹے اور باطل ہیں۔

پانچواں فائدہ:

میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کی برائی بیان کرتے ہیں۔ اور خوب غیبت کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے اسباب پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ حسد کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اور اس حسد کی اصل وجہ شان و عظمت، مال و دولت اور علم ہے تو میں نے قرآنِ کریم کی اس آیت پر غور کیا۔

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔ (الزخرف / ۳۲)

لہٰذا میں نے اس بات کو بخوبی جان لیا کہ مال و دولت، شان و عظمت کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اَزل ہی سے فرمادی ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو چاہا مقدر فرمادیا اور اس میں کسی کو کچھ اختیار نہیں) اس لیے میں کسی سے حسد نہیں کرتا اور ربِّ کریم عزَّ وجلّ کی تقسیم و تقدیر پر راضی ہوں۔

چھٹا فائدہ:

میں نے لوگوں پر نگاہ ڈالی، تو ہر ایک کو ایک دوسرے سے کسی غرض اور سبب کی وجہ سے عداوت و دشمنی کرتے پایا۔ لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک پر خوب غور و فکر کیا۔

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَكُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا

ترجمہ کنزالایمان: بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (فاطر / ٦)

پس یہ بات مجھ پر ظاہر ہوئی کہ سوائے شیطان کے کسی اور سے (اپنی ذات کے لیے) دشمنی نہیں رکھنی چاہیے۔ (تو مجھے اپنے دشمن کا سراغ مل گیا اور اس کے سوا کسی سے دشمنی نہ رہی)

ساتواں فائدہ:

میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہر شخص روزی اور معاش کی تلاش میں کافی محنت اور کوشش کے ساتھ سرگرداں ہے۔ اور اس سلسلے میں حلال و حرام کی بھی تمیز نہیں کر رہا بلکہ مشکوک اور حرام کمائی کے حُصول کے لئے ذلیل و خوار ہو رہا ہے۔ لہٰذا میں نے ربِّ کریم عزَّ وجلّ کے اس ارشادِ گرامی میں غور و فکر کیا۔

وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں، جس کا رزق اللہ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔ (ھود / ٦)

پس یہ بات مجھ پر روشن ہوئی کہ میرا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے اور میرے پروردگار عزَّ وجلّ نے اسے اپنے ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ اور غیر کے خیال کو اپنے دل سے نکال دیا۔

آٹھواں فائدہ:

میں نے دیکھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہے، کسی کا بھروسہ درہم و دینار پر ہے، تو کسی کا مال و سلطنت پر اور کسی کا صنعت و حرفت پر اور کوئی تو اپنے جیسے لوگوں پر بھروسہ کیے ہوئے ہے۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ مبارک سے رہنمائی حاصل ہوئی۔

وَمَنۡ یَّتَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمۡرِهٖ قَدۡ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیۡءٍ قَدۡرًا۝

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔
بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔ (الطلاق / ۳)

پس میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر توکّل و بھروسہ کیا۔ وہی میرے لیے چارہ ساز ہے۔ اور وہ بہترین کارساز ہے۔

جب حضرت سیّدنا شقیق بلخی علیہ رحمۃ الہی نے یہ فائدے سماعت فرمائے، تو ارشاد فرمایا (اے حاتم! علیہ رحمۃ الحَکَم) اللہ تعالی تجھے (ان پر اخلاص و استقامت کے ساتھ عمل کرنے کی) توفیق سے مالا مال فرمادے۔ میں نے تَورات وانجیل، زبور اور قرآن مجید کی تعلیمات پر غور کیا، تو ان چاروں مقدّس آسمانی کتابوں کو انہی آٹھ فوائد پر مشتمل پایا۔ لہٰذا جس خوش نصیب نے ان پر عمل کیا، گویا اس نے ان چاروں کتابوں پر عمل کیا۔

مرشد کی اہمیت و ضرورت:

اے لختِ جگر!

ان دونوں حکایتوں سے معلوم ہوا کہ تجھے زیادہ اور غیر ضروری علم کی ضرورت نہیں (بلکہ اپنے علم پر عمل کی سخت ضرورت ہے) اب میں تمھیں ان اُمور سے آگاہ کرتا ہوں کہ سالکِ طریقِ حق (اللہ تعالی کی راہ پر چلنے والے مرید) کے لیے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرلے کہ سالک کو شیخ کی ضرورت ہے۔ جو اس کی رہنمائی اور تربیّت کرنے والا ہو، تاکہ اس کے بُرے اَخلاق کو نکال کر اسے اچھے اَخلاق سے مزیّن کردے۔

تربیت کی مثال بالکل اس طرح ہے، کہ جس طرح ایک کسان کھیتی باڑی کے دوران اپنی فصل سے غیر ضروری گھاس، جڑی بوٹیاں نکال دیتا ہے تاکہ فصل کی ہریالی اور نشوونما میں کمی نہ آئے۔ اسی طرح سالکِ راہِ حق (مرید) کے لیے شیخ (مرشد کامل) کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ جو اس کی اَحسن طریقے سے تربیت کرے اور اللہ تعالی تک پہنچنے کیلئے اس کی رہنمائی کرے۔ ربّ کریم عزّ وجلّ نے انبیاء اور رسولوں علیھم الصّلوۃ والسّلام کو لوگوں کی طرف اس لیے مَبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالی تک پہنچنے کا راستہ بتائیں، مگر جب آخری رسول، نبی مقبول صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلّم اس جہاں سے پردہ فرما گئے اور نبُوّت ورسالت کا سلسلہ آپ صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلّم پر ختم ہوا، تو اس منصبِ جلیل کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین نے بطورِ نائب سنبھال لیا اور لوگوں کو راہِ حق پر لانے کی سعی وکوشش فرماتے رہے۔

علامات مُرشد کامل

وہ شیخ (پیر کامل) جو نبی اکرم، شاہ بنی آدم صلّی تعالی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو، اس کے لیے شرط ہے کہ وہ عالم ہو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ ہر عالم، پیارے مُصطفےٰ صلّی تعالی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نائب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اب ہم پیرِ کامل کی بعض علامات مختصراً ذکر کرتے ہیں، تاکہ ہر کوئی یہ دعوی نہ کر بیٹھے کہ وہ پیرِ کامل ہے۔ کہ شیخِ کامل وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزّت و مرتبے کی چاہت نہ ہو۔ اور وہ ایسے مرشدِ کامل سے بیعت ہو، جو نورِ بصیرت سے مالا مال ہو اور اس کا سلسلہ رحمتِ عالم، نورِ مجسّم، دافعِ بلاوالم صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلّم تک متّصل اور ملا ہوا ہو۔ کم کھانے، کم سونے، کم بولنے، کثرتِ نوافل، زیادہ روزہ رکھنے اور صدقہ کرنے جیسے (نیک) اعمال سے نفس کشی کر چکا ہو، اور وہ پیرِ کامل اپنے شیخ کی کامل اتباع کے سبب صبر، نماز، شکر، توکّل، یقین، سخاوت، قناعت، طمانیتِ نفس، حلم، تواضع علم، صِدق، وفا، حیاء، وقار وسکون جیسے اوصاف حمیدہ کا پیکر ہو، پس جب پیرِ کامل ان اوصاف سے متّصف ہو گیا، تو وہ حضُور پرنور صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلّم کے انوارِ مبارکہ میں سے ایک نور بن گیا اور اب وہ اس مقام کو پہنچ گیا ہے کہ اس کی اِقتداء کی جائے۔ (اور اس کی بیعت ومریدی کو دنیا وآخرت کی کامیابی و سعادت کا ذریعہ سمجھا جائے) ایسے پیرِ کامل کا پایا جانا بہت ہی مشکل ہے۔ اور اگر (ربّ عزّ وجلّ کی رحمت سے) خوش قسمتی وسعادت مندی ساتھ دے، اور ان اوصاف سے مُتّصف پیرِ کامل تک رسائی ہو جائے اور وہ پیرِ کامل بھی اسے اپنے مریدوں میں قبول فرمالے، تو اب اس مرید کے لیے لازمی اور ضروری ہے کہ اپنے پیرِ کامل کا ظاہراً اور باطناً، موجودگی اور غیر موجودگی ہر طرح سے ادب واحترام بجالائے۔

مرشد کا ظاھری احترام:

ظاہری احترام یہ ہے کہ شیخ سے کبھی بحث ومباحثہ نہ کرے۔ اگرچہ تیرا علمِ ناقص یہ بتائے کہ شیخ سے غلطی ہورہی ہے (تو اسے اپنے فہم کی غلطی سمجھ) مگر شیخ کی بات پر اعتراض نہ کرے۔ شیخ کے سامنے کچھ بچھا کر نہ بیٹھے۔ (کہ نمایاں نظر آئے بلکہ عجز وانکساری کا پیکر بنا رہے) ہاں فرض نمازوں کے وقت اپنی جائے نماز بچھا سکتا ہے۔ اور نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنا مُصلّی فوراً لپیٹ دے۔ اور شیخ کی موجودگی میں کثرتِ نوافل سے گریز کرے۔ (بلکہ مرشد کی صحبت کو اپنے لیے، بہت بڑی سعادت مندی تصوّر کرے) شیخ کے ہر حکم پر اپنی وسعت وطاقت کے مطابق عمل کرے۔

مرشد کا باطنی احترام :

باطنی احترام یہ ہے کہ شیخ سے ظاہری طور پر جو کچھ سنے یا ان کی موجودگی میں کسی چیز کا اقرار کرے تو اب باطن (مرشد کی غیر موجودگی)

میں اپنے کسی قول یا عمل سے اس کے خلاف ہرگز نہ کرے ورنہ منافق کہلائے گا۔ اگر ایسا نہیں کرسکتا تو اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ شیخ کی صحبت سے کنارہ کش ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس کا باطن اس کے ظاہر کے موافق ہو جائے۔ سالک (مرید) کو چاہیے کہ بُرے اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے دور رہے تا کہ دل سے شیطانی وسوسے، خواہ جنوں کی طرف سے ہوں یا انسانوں کی طرف سے، دور ہو جائیں۔ شیطان کے شر سے دل کو پاک رکھنے کا یہی طریقہ ہے۔ اور (مرید کو چاہیے کہ) ہر حال میں فقر کو مالداری پر ترجیح دے۔

تصوُّف کی حقیقت:

(تُو نے تصوُّف کے متعلق پوچھا ہے، تو) جان لو! کہ تصوُّف کی دو اہم خصلتیں ہیں

﴿۱﴾ استقامت ﴿۲﴾ مخلوق کے ساتھ حسنِ اَخلاق سے پیش آنا

جس نے اِستقامت اختیار کی اور لوگوں سے بُردباری اور حُسنِ سُلوک وخوش اَخلاقی سے پیش آیا تو وہ صوفی ہے۔ اور اِستقامت سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہش کو اپنے ہی نفس کی بھلائی کے لیے قربان کر دے۔ لوگوں کے ساتھ حُسنِ اَخلاق سے مراد یہ ہے کہ ان پر اپنے نفس کی خواہش اور مرضی چلانے کی کوشش نہ کرے، بلکہ لوگوں کی خواہشات کا احترام کرے بشرطیکہ وہ شریعت کی مخالفت نہ کریں۔ (اگر خلافِ شرع کاموں کی تکمیل تجھ سے کروانا چاہیں، تو ان کا کہنا نہ مان کیونکہ خالق عزَّ وجلَّ کی مَعصِیت اور نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں)

بندگی کی حقیقت:

پھر تُو نے مجھ سے بندگی کے متعلق دریافت کیا ہے۔

بندگی تین چیزوں کا نام ہے۔

﴿۱﴾ اَحکامِ شریعت کی پابندی کرنا۔

﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ قضاوقدر اور تقسیم پر راضی رہنا۔

﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے نفس کی خواہشات کو قربان کر دینا۔

توکُّل کی حقیقت:

تیرا ایک سوال توکُّل سے متعلق ہے۔ توکُّل یہ ہے کہ اس بات پر تیرا پختہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہے یعنی جو کچھ تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے، وہ ہر حال میں تجھے مل کر رہے گا۔ اگر چہ پوری دنیا اس کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کوشش کرے، تب بھی اس کو روکا نہیں جاسکتا۔ لیکن جو کچھ تیری تقدیر میں نہیں لکھا، اس (کو حاصل کرنے) کے لیے تُو اور سارا جہاں مل کر جتنی چاہے محنت وکوشش کریں وہ تجھے ہرگز ہرگز نہیں ملے گا۔

اخلاص کی حقیقت:

تو نے یہ بھی پوچھا ہے کہ اِخلاص کیا ہے؟

سُن لو! اخلاص اسے کہتے ہیں کہ تیرا ہر عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو، نہ لوگوں کی تعریف وتوصیف کی تجھے خواہش ہو اور نہ ہی مذمّت وبرائی کی پرواہ ہو۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو! کہ ریاکاری لوگوں کی (طرف سے اپنی) تعظیم وتوقیر (کی خواہش رکھنے کی وجہ) سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ تُو تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت وقدرت کے سامنے مُسخّر خیال کرے اور یہ گمان کرلے کہ انھیں جمادات کی طرح نفع، نقصان پہنچانے میں (سوائے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے) کوئی اختیار نہیں۔ اور جب تک تُو ایسا نہیں کرے گا، تجھے ریاکاری جیسی خطرناک اور بُری بیماری سے نجات نہیں مل سکتی۔

اپنے علم پر عمل کی بَرَکت:

اے نورِ نظر!

تیرے باقی سوال ایسے ہیں جن میں سے کچھ کے جوابات ہماری تصنیف کردہ کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ انھیں وہاں سے تلاش کرلو۔ اور کچھ سوال ایسے ہیں جن کا جواب لکھنا ممنوع ہے۔ جتنا علم تیرے پاس ہے اس پر عمل کرتا کہ تُو جو کچھ نہیں جانتا وہ تجھ پر ظاہر وروشن ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے غُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خوشبودار ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم عطا فرمائے گا جو وہ پہلے نہ جانتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء (٤٥٥ : احمد بن ابی الحواری) ج ١٠ ص ١٣ رقم الحدیث ١٤٣٢٠ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اے لختِ جگر!

آج کے بعد تمھیں جو مشکل مرحلہ پیش آئے تو دل کی زبان کے علاوہ مجھ سے نہ پوچھنا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا۔ (الحجرات / ٥)

حضرت سیدنا خضر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشادِ پاک سے نصیحت حاصل کرلو۔

فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

ترجمہ کنزالایمان: تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔ (الکہف / ٧٠)

پیارے بیٹے!

جلد بازی سے کام مت لے، جب وقت مناسب آئے گا سب کچھ تجھ پر روشن ہوگا اور تو دیکھ لے گا۔

سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ.

ترجمہ کنزالایمان: اب میں تمھیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا مجھ سے جلدی نہ کرو۔ (الانبیاء / ٣٧)

لہٰذا وقت سے پہلے سوال مت کر! اور یہ یقین کرلے کہ بغیر سفر کیے تو اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

ترجمہ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے۔ (روم / ٩)

اے نورِ نظر!

اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی قسم! اگر تُو نے سفر اختیار کرلیا، تو ہر منزل پر عجائب وغرائب کا نظارہ کرے گا۔ اپنے دل وجان کو اس راہ پر قربان کردے تاکہ تجھے تیرا مقصد حاصل ہوجائے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ الباری نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا تھا، اگر جان کی بازی لگانے کی ہمت ہے تو (حلقہ صوفیاء میں) آجا، ورنہ محض (نام نہاد) صوفیوں کی خوش کن باتوں میں مت آ۔

آٹھ اہم مدنی پھول:

اے لختِ جگر!

میں تجھے آٹھ نصیحتیں کرتا ہوں انہیں قبول کرلے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میدانِ محشر میں تیرا علم تیرا دشمن بن جائے۔ ان آٹھ نصیحتوں میں سے چار ایسی ہیں، جنھیں اپنانا لازمی ہے اور چار ایسی ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے۔ جن چار امور سے دوری لازم ہے وہ یہ ہیں۔

پہلی نصیحت:

جہاں تک ہوسکے کسی سے کسی مسئلہ میں مناظرہ (اور بحث ومباحثہ) نہ کرنا۔ کیوں کہ اس میں بہت ساری آفتیں و مصیبتیں ہیں۔ اور فائدے سے زیادہ نقصان (اس میں پوشیدہ) ہے۔ اس بحث ومباحثہ سے ریا، تکبر، حسد، کینہ، بغض وعداوت، دشمنی اور فخر جیسی مذموم اور بُری عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اگر تیرے اور کسی دوسرے شخص یا گروہ کے درمیان کوئی مسئلہ درپیش ہو اور تیری نیت اور خواہش یہ ہو کہ حق کو ظاہر کردیا جائے، کہ خاموش رہنے کی وجہ سے کہیں حق ضائع نہ ہو، تو اب بحث ومباحثہ کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن تیرے اس ارادے اور نیت کے درست ہونے کی دو علامات ہیں۔

﴾۱﴿ تیرا مقصد صرف اور صرف یہ ہو کہ حق ظاہر ہو، خواہ وہ تیری زبان سے ظاہر ہو یا دوسرے کی زبان سے، اس بارے میں تجھے تشویش نہ ہو۔

﴾۲﴿ مجمعِ کثیر کے بجائے تنہائی میں اس مسئلے پر بحث کو تُو بہتر سمجھے۔

(اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو یقین کرلے کہ شیطان لعین اس بظاہر نیک کام کی آڑ میں تجھے کافی سارے خطرات و مشکلات میں پھنسانا چاہتا ہے)

قلبی امراض میں مبتلا مریض:

اب میں ایک بہت اہم بات بتا رہا ہوں توجہ سے سنو! مشکلات و مسائل کے بارے میں سُوال کرنا گویا طبیب کے سامنے اَمراضِ قلب کو بیان کرنا ہے۔ اور اس کا جواب دینا گویا دل کی بیماری کی شفاء کے لیے کوشش کرنا ہے۔ یقین کرلو! کہ جاہل لوگ ایسے مریض ہیں جن کے دل بیمار ہیں۔ جبکہ علماء کرام طبیب اور حکیم کی مانند ہیں۔ ناقص عالم صحیح علاج نہیں کرسکتا۔ اور کامل عالم بھی ہر مریض کا علاج نہیں کرتا۔ بلکہ اس مریض کا علاج کرتا ہے جس کے بارے میں امیدِ غالب ہو کہ وہ تجاویز و علاج قبول کرے گا۔ اگر مریض کی بیماری پرانی اور دائمی ہو تو اس کا مرض، علاج قبول نہیں کرتا، تو اچھا طبیب وہ ہے جو اس موقع پر یہ کہہ دے کہ تیرا علاج ممکن نہیں۔ کیونکہ ایسے مریض کو دوا دینے میں مشغول ہونا قیمتی عمر ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ پھر اس بات کو بخوبی سمجھ لے! کہ جہالت میں مبتلاء مریضوں کی چار قسمیں ہیں جن میں سے ایک کا علاج ممکن ہے۔ باقی تین لاعلاج ہیں۔

حسد کی نُحوست:

ناقابلِ علاج مریضوں میں سے پہلا مریض وہ ہے، جو اعتراض اور حسد و بغض کی غرض سے سُوال کرتا ہے۔ اگرچہ تُو اس کا جواب بڑے اَحسن طریقہ سے، نہایت ہی عمدگی اور وضاحت سے دے گا، لیکن اس کے بغض و عداوت اور حسد میں مزید اضافہ ہوتا ہی چلا جائے گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تُو اس کا جواب ہی نہ دے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

كُلُّ الْعَدَاوَةِ قَدْ تُرْجٰى اِزَالَتُهَا

اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ عَنْ حَسَدِ

یعنی ہر عداوت کے خاتمے کی اُمید کی جاسکتی ہے، مگر جس دشمنی کی بنیاد حسد پر ہو اس کا خاتمہ ممکن نہیں۔

پس تیرے لیے ضروری ہے کہ تو ایسے (مریض کو) اس کے مرض سمیت چھوڑ دے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

ترجمہ کنزُالایمان: تو تم اس سے منہ پھیر لو، جو ہماری یاد سے پھرا۔ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی۔ (النجم/ ۲۹)

حاسد سے جو کچھ تُو کہے یا اس کے لیے جو کچھ کرے (تو تیرے ہر قول و فعل سے) اس کے علم کی کھیتی میں مزید آگ بھڑک اُٹھے گی۔

تاجدارِ حرم، نبی مکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے

اَلْحَسَدُ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

حسد نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

(سنن ابن ماجه : كتاب الزهد باب الحسد ج ٤ ص ٤٧٣ رقم الحديث ٤٢١٠ دار المعرفة بيروت)

احمق کا علاج ممکن نہیں:

ناقابلِ علاج مریضوں میں سے دوسرا وہ ہے، جس کی بیماری کا سبب حماقت ہو۔ کیونکہ حماقت کا علاج بھی ممکن نہیں۔ جیسا حضرت سیِّدنا عیسیٰ علیٰ نبیِّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشادِ مبارک ہے۔

اِنِّیْ مَا عَجَزْتُ عَنْ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰى وَقَدْ عَجَزْتُ مِنْ مُّعَالَجَةِ الْاَحْمَقِ

یعنی میں (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مُردوں کو تو زندہ کرنے کی قدرت اور طاقت رکھتا ہوں لیکن اَحمق کے علاج سے عاجز ہوں۔

ایسا احمق تھوڑا عرصہ طلبِ علم میں مشغول ہوتا ہے اور علومِ عقلیہ وشرعیہ میں سے کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ پھر اپنی حماقت کے باعث اُن جید علماء کرام پر سوالات واعتراضات کرنے لگتا ہے، جنھوں نے اپنی عمرِ عزیز عُلومِ عقلیہ وشرعیہ کی خدمت میں صرف کر دی ہے۔ اور یہ گمان کرتا ہے کہ جو بات میں'' نہ سمجھ سکا، ہر بڑا عالم اس کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس احمق کو اتنا بھی علم نہیں کہ اس کا اعتراض سراسر حماقت ونادانی پر مشتمل ہے۔ ایسے شخص سے بھی الگ رہنا چاہیے اور اس کے سوال پر توجہ نہ دینا چاہیے۔

نصیحت بقدر ظرف:

تیسری قسم کا لاعلاج بیمار وہ ہے، جو حق کا مُتلاشی تو ہو مگر بزرگوں کی باتیں پوری طرح سمجھ نہیں پاتا اور اسے اپنی کم فہمی تصور کرتا ہے۔ ایسا شخص سُوال تو سیکھنے کی غرض سے کرتا ہے، لیکن کند ذہن اور کم عقل ہونے کے باعث وہ حقیقت جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ لہٰذا ایسے شخص کو بھی جواب نہ دینے ہی میں عافیت ہے۔ جیسا کہ نبی کریم، رؤف ورّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں

نَحْنُ مَعَاشَرَ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ

ہم گروہِ انبیاء (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کو حکم دیا گیا ہے، کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کریں۔

نصیحت کے قابل شخص:

چوتھی قسم کا مریض جس کا علاج ممکن ہے، وہ ایسا مریض ہے جو رُشد وہدایت کا طلب گار ہو۔ عقل مند اور معاملہ فہم ہو۔ حسد اور غضب وغصہ اس پر غالب نہ ہوں، شہوت ونفس پرستی، جاہ وجلال اور مال ودولت کی محبت سے اس کا دل خالی ہو، راہِ حق اور سیدھے راستے کا طالب ہو، اس کا سوال اور اعتراض، حسد، پریشان کرنے اور آزمائش کی وجہ سے نہ ہو تو ایسے آدمی کا مرض قابلِ علاج ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کے سوالات کا جواب دیا جائے۔ بلکہ تیرے لیے لازم ہے کہ تو اس کا مسئلہ حل کر دے۔

وعظ و بیان کی حقیقت:

دوسری نصیحت : جن چار باتوں سے دور رہنا ضروری ہے، ان میں سے دوسری بات یہ ہے کہ (بے عملی کی صورت میں) وعظ ونصیحت کرنے سے اجتناب کر۔ کیونکہ اس میں بڑی آفتیں اور نقصان ہیں۔ مگر جب تیرا اپنے بیان وتقریر پر عمل ہو، تو اب لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا درست ہے۔ (کہ اس صورت میں تیری زبان میں تاثیر پیدا ہوگی) حضرت سیّدنا عیسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پروردگارِ عالم عزَّ وجلّ نے جو ارشاد فرمایا، اس میں خوب غور وفکر کرتا کہ نصیحت حاصل کر سکے۔

يَاابْنَ مَرْيَمَ عِظْ نَفْسَكَ فَاِنِ اتَّعَظْتَ فَعِظِ النَّاسَ وَاِلَّا فَاسْتَحِ مِنِّيْ

اے ابن مریم! اپنے نفس کو نصیحت کر، اگر اس نے نصیحت قبول کر لی، تو پھر لوگوں کو نصیحت کرنا، ورنہ مجھ سے حیا کرو۔

(احیاء العلوم : کتاب العلم الباب السادس فی آفات العلم الخ ج ۱ ص ۹۱ دار صادر بیروت)

وعظ و بیان میں کن چیزوں کا خیال رکھا جائے؟

اگر معاملہ ایسا ہو کہ تجھے وعظ وبیان کرنا ہی پڑے تو دو باتوں سے پرہیز کرنا۔

پہلی بات :

وعظ وبیان میں تَصَنُّع وبناوٹ، خوش کن عبارات، رنگین بیانی اور فُضول اشارات سے اجتناب کرنا۔ غیر مستند واقعات اور فُضول شعروشاعری سے بھی پرہیز کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تَصَنُّع اور بناوٹ سے کام لینے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ کلام میں تکلُّف یا نُمود ونُمائش کا حد سے تجاوُز کرنا باطن کے خراب ہونے اور دل کی غفلت پر دلالت کرتا ہے۔ بیان کا مقصد (اپنی قابلیت کا اظہار نہیں بلکہ) یہ ہے کہ بندہ آخرت کی تکالیف وعذاب کو بھلانہ پائے، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں انہیں یاد کرے، فُضول ولایعنی کاموں میں ضائع کردہ اپنی عمر پر افسوس کرے، اور پیش آنے والے دشوار گزار مراحل کے بارے میں غور وفکر سے کام لے کہ ایمان پر خاتمہ نہ ہوا، تو کیا بنے گا؟ مَلَکُ الموت حضرت سیّدنا عزرائیل علیہ السّلام جب روح قبض فرمائیں گے، تو کیسی حالت ہوگی؟ اور کیا منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات دینے کی طاقت وہمّت ہے؟ روزِ محشر کی سختیوں پر غور کرے، کہ کیا پل صراط کو آسانی سے پار کر لے گا یا "ھَاوِیَہ" میں گر جائے گا؟ اس کے دل میں ان معاملات کی یاد ہمیشہ آتی رہے اور اس سے قرار وسکون

چھن جائے، تو ایسے جذبات کے جوش اور ان مَصائب وآلام پر رونے کا نام بیان ہے۔
جبکہ لوگوں کو ان (بیان کردہ) معاملات کی طرف توجہ دلانا اور ان کی کوتاہیوں پر انہیں تنبیہ کرتے ہوئے، ان کے عیبوں سے انہیں آگاہ کرنا اس طرح ہو کہ اجتماع میں بیٹھے لوگوں پر رِقّت طاری ہو اور یہ مَصائب وآفات (جو پیش آنے والے ہیں) انھیں افسردہ وغمزدہ کر دیں، تا کہ جہاں تک ہو سکے وہ اپنے برباد شدہ وقت پر افسوس کریں اور (نیکیوں میں خوب اضافہ کر کے) اس کی تلافی کریں۔ اور جو دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بسر کیے، ان پر خوب حسرت وپشیمانی کا اظہار کریں۔ اس طریقے پر جامع کلام کو وعظ کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر دریا میں طغیانی ہو اور سیلاب کا رخ کسی کے گھر کی طرف ہو، اور اتفاق سے وہ اپنے اہلِ خانہ سمیت گھر میں موجود ہو، یقیناً تُو یہی کہے گا بچو! جلدی کرو! ان خطرناک لہروں سے بچنے کی کوشش کرو! اور کیا تیرا دل یہ چاہے گا، کہ اس نازک و پُرخطر موقع پر صاحبِ خانہ کو پُر تکلّف عبارات، تَصَنُّع وبناوٹ سے بھرپور نکات اور اشارے سے خبر دے؟ ظاہر ہے تُو ایسا کبھی نہیں چاہے گا۔ (اور نہ ہی ایسی نادانی اور بے وقوفی کا مظاہرہ کرے گا) پس یہی حال واعِظ ومُبلّغ کا ہے۔ اسے بھی چاہیے کہ وہ ان باتوں یعنی پُر تکلّف عبارات اور تَصَنُّع وبناوٹ سے پرہیز کرے۔

دوسری بات :

وعظ وبیان کرنے میں ہرگز تیری نیّت اور خواہش یہ نہ ہو کہ لوگوں میں واہ واہ کے نعرے بلند ہوں۔ اور وجد کی کیفیت ان پر طاری ہو۔ اور وہ گریباں چاک کر دیں۔ اور ہر طرف یہ شور ہو کہ کیسی اچھی محفل ہے۔ کیونکہ (اس خواہش کا دل میں پیدا ہونا) دنیا کی طرف جھکاؤ اور ریاکاری کی علامت ہے۔ اور یہ چیز حق سے غافل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ہونا تُو یہ چاہیے کہ تیرا عزم وارادہ یہ ہو کہ (تُو اپنے وعظ وبیان کے ذریعے) لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف راغب کرے، گناہوں سے نیکیوں کی طرف، حرص ولالچ سے زہد وبے رغبتی کی طرف، بخل وکنجوسی سے سخاوت کی طرف، غرور سے تقویٰ وپرہیزگاری کی طرف، (ریاکاری سے اخلاص کی طرف، تکبر سے عاجزی وانکساری کی طرف، غفلت سے بیداری کی طرف) مائل کرنے کی کوشش کرے۔ ان کے دلوں میں آخرت کی محبت پیدا کر کے دنیا کو ان کی نظروں میں قابلِ نفرت بنا دے۔ اور انہیں عبادت و زہد کے علم سے مالا مال کرے۔ کیونکہ انسان کی طبیعت میں اس بات کا غلبہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ کی سیدھی راہ سے پھر کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں اور بیہودہ عادات واطوار میں جلد مشغول ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان کے دلوں میں خوفِ خداعزّ وجلّ اور تقویٰ وپرہیزگاری پیدا کر اور انہیں (وقتِ نزع اور قبر وآخرت میں) پیش آنے والے خطرات ومشکلات سے ہر ممکن ڈرانے کی کوشش کر، شاید ایسا کرنے سے ان کے ظاہری وباطنی مُعاملات میں تبدیلی رُونما ہو۔ اور وہ (سچی توبہ کر کے) اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں شوق ورغبت کا مظاہرہ کریں۔ معصیت ونافرمانی سے بیزاری اختیار کریں (اور سنّتوں کے سانچے میں ڈھل جائیں) یہی وعظ وبیان کا طریقہ ہے۔ اور ہر وہ وعظ وبیان جس میں یہ خوبیاں نہ ہوں تو وہ (وعظ وبیان) واعِظ ومُبلّغ اور ہر سننے والے کے لیے وبال کا باعث ہے۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ وہ (واعِظ ومُبلّغ) مختلف رنگ بدلنے والا جن اور شیطان ہے۔ جو لوگوں کو سیدھی راہ سے دور کر کے انہیں ہلاکت ورسوائی، تباہی وبربادی کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔ پس لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے واعظ سے دور بھاگیں کیونکہ دین کو نقصان جتنا ایسے واعظ پہنچاتے ہیں اتنا شیطان بھی نہیں پہنچاتا۔ لہٰذا جسے قوت وطاقت حاصل ہو، اس پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ ایسے (فتنہ وفساد پھیلانے والے) واعظ کو (اگر ممکن ہو تو) مسلمانوں کے منبر سے نیچے اُتار دے، اور اسے ایسا (وعظ وبیان) کرنے سے (نہایت سختی سے) باز رکھے۔ کیوں کہ ایسا کرنا اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر یعنی نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا ہی ہے۔

اُمراء سے میل جول؟

تیسری نصیحت : جن کاموں سے تجھے دور رہنا ہے، ان میں سے تیسرا اَمر یہ ہے کہ تو اُمَراء وسلاطین سے میل جول نہ رکھے بلکہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ کیوں کہ ان کی طرف دیکھنا، ان کے پاس بیٹھنا، ان کی ہم نشینی اختیار کرنا بہت بڑی آفت ومصیبت ہے۔ اور اگر کبھی ان کے ساتھ مل بیٹھنے کا اتفاق ہو، تو ہرگز ہرگز ان کی تعریف وتوصیف نہ کرنا۔ کیوں کہ جب کسی ظالم وفاسق کی تعریف کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے۔ اور جو ظالموں اور فاسقوں کی درازی عمر کی دعا کرتا ہے، گویا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو۔

اُمراء کے تحفے یا شیطان کا وار؟

چوتھی نصیحت : منع کردہ اُمور میں سے آخری یہ ہے کہ اُمَراء سے کسی قسم کے تحائف ونذرانے قبول نہ کرے۔ اگرچہ یہ بات تیرے علم میں ہو کہ یہ حلال کی کمائی سے پیش کیے گئے ہیں۔ اس لیے کہ عطیات وتحائف میں سے کسی چیز کی طرف بھی دل کا مائل اور راغب ہونا اور اس کی

لالچ وطمع رکھنا دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ (اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے) کہ ان کے لیے دل میں نرم گوشہ، ظلم میں تعاون اور طرفداری جیسے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ دین میں بگاڑ وفساد ہی تو ہے۔ اس کا کم سے کم نقصان یہ ہے کہ جب تُو ان کے تحائف ونذرانے قبول کرے گا اور ان کے منصب سے فائدہ اُٹھائے گا تو لازماً ان سے مَحبّت بھی کرنے لگے گا۔ اور آدمی جس سے مَحبّت کرتا ہے، اس کی درازی عمر اور سلامتی وبقا بھی چاہنے لگتا ہے۔ اور ظالم کی سلامتی وبقا کو پسند کرنا درحقیقت مخلوقِ خدا عزَّ وجلّ پر ظلم وستم کرنا ہے۔ اور یہ دنیا کو ویران وبرباد کرنے کے مترادف ہے۔ تُو اس سے بڑھ کر دنیا وآخرت کے لیے کون سی چیز زیادہ نقصان دہ ہوسکتی ہے؟ خبردار! شیطان لعین ومردود کے فریب میں مت آنا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کے، جو کہتے ہیں کہ ان (اُمَراء سے) درہم ودینار لے کر فقراء ومساکین میں تقسیم کرنا بہتر ہے کیونکہ یہ اپنا مال نافرمانی اور گناہوں کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ لہٰذا اسی مال کو غریب ونادار مسلمانوں پر خرچ کرنا اس سے کہیں بہتر ہے۔ حالانکہ شیطان ملعون اس وار سے نہ جانے کتنے لوگوں کو تباہ وبرباد کرچکا ہے۔ اس بحث کو مزید دیگر آفتوں کی تفصیل کے ساتھ ہم نے ''اِحیاء العُلوم'' میں ذکر کردیا ہے۔ تفصیل کے لیے وہاں سے دیکھ لو۔

وہ چار چیزیں جن پر سختی سے عمل پیرا ہونا ہے، یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق کا طریقہ:

پانچویں نصیحت: ہر وہ معاملہ جو تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہو، وہ اس انداز وادا سے ہو، کہ اگر تیرا غلام وہ کام کرتا، تو تُو اس سے خوش ہوجاتا، اس پر ناراضگی اور غصّے کا اظہار نہیں کرتا۔ اور جب تُو اپنے حکم کی خلاف ورزی پر، اپنے مجازی غلام سے راضی نہیں ہوتا تو خدائے اَحْکَمُ الحَاکِمِین عزَّ وجلّ کی حکم عدولی ونافرمانی سے اس کی رضا وخوشنودگی کیسے حاصل ہوگی؟ جبکہ وہ تیرا مالکِ حقیقی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں سے سے تعلق کا طریقہ:

چھٹی نصیحت : لوگوں سے تیرا سُلوک اس طرح ہو جیسا کہ تُو چاہتا کہ وہ تیرے ساتھ برتاؤ کریں۔ کیونکہ بندے کا ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے، جب وہ تمام لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرے، جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

علم و مطالعہ کی نوعیت:

ساتویں نصیحت: تجھے ایسے علم کا مطالعہ کرنا چاہیے جو تزکیہ نفس اور دل کی اصلاح کا باعث ہو۔ جیسے اگر تجھے پتہ چل جائے کہ میری عمر کا صرف ایک ہفتہ باقی ہے۔ تو یقیناً تُو ان ایّام کو فقہ ومُناظرہ، اُصول وکلام اور دیگر علُوم کے حُصول پر ہرگز صرف نہیں کرے گا۔ کیونکہ تجھے معلوم ہے کہ اب مذکورہ علُوم تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ تُو اپنے دل کی نگہداشت ونگرانی میں مشغول ہوجائے گا۔ ہر لمحہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اس میں انسان کی موت واقع ہوجائے۔

دُنیوی و اُخروی کامیابی و نجات کا مدنی نسخہ:

اے لختِ جگر! نورِ نظر!

اب میری آخری بات غور سے سُن لے! اس میں خوب غور وفکر کر، اور اس پر عمل کر، یقیناً تیری نجات اور کامیابی کی صورت بن جائے گی۔ اگر تجھے یہ معلوم ہوجائے، کہ بادشاہِ وقت ایک ہفتہ کے بعد تجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ تو مجھے معلوم ہے اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس عرصہ میں جہاں تیرا گمان ہو کہ بادشاہ کی نظر پڑسکتی ہے، اس کی اصلاح ودرستگی میں مشغول اور مصروف ہوجائے گا۔ مثلاً اپنے کپڑوں کو صاف اور سُتھرا رکھے گا۔ اپنے بدن کی دیکھ بھال اور زیب وزینت پر خصوصی توجہ دے گا۔ گھر کی اِک اِک چیز کو صاف وآراستہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اب تُو خوب سوچ اور سمجھ اور غور وفکر کر کہ میں نے کس جانب اشارہ کیا ہے۔ تُو تو بڑا سمجھدار اور فہیم ہے۔ اور عقل مند کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہے۔ رسولوں کے تاجدار، غیبوں سے خبردار باذنِ پروردگار عزَّ وجلّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ مشکبار ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ

اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا۔ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہاری نیّتوں پر نظر فرماتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب القناعۃ ج ٤ ص ٤٤٣ رقم الحدیث ٤١٤٣ دار المعرفۃ بیروت)

اگر تُو احوالِ قلب کے متعلق علم کا ارادہ رکھتا ہے تو ''احیاء العُلوم'' اور ہماری دیگر تصانیف کا مطالعہ کر۔ کیونکہ کیفیاتِ قلب سے آگاہی حاصل کرنا تو

فرضِ عین ہے۔ جبکہ دیگر علوم کا حصول فرضِ کفایہ ہے۔ مگر اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض و احکام کو کامل و بہتر اور اچھے طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ علم حاصل کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔

حرص و طمع سے دوری

آٹھویں نصیحت:

دنیاوی ساز و سامان میں سے اتنا مال و زر اپنے پاس جمع رکھ، جو تیرے لیے ایک سال کے اخراجات و ضروریات کے لیے کافی ہو۔ جیسا کہ محبوبِ ربّ العزّت، قاسمِ نعمت، مالکِ جنّت، عزّ وجلّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنی بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لیے ایسا ہی کرتے۔ اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ آلِ مُحَمَّدٍ کَفَافاً

اے اللہ! (عزّ وجلّ) آلِ محمد (رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی روزی اتنی رکھ جتنی انہیں ضرورت ہو۔

(صحیح مسلم : کتاب الزھدوالرقائق ص ۱۵۸۸ رقم الحدیث ۲۹۶۹ دار ابن حزم بیروت)

نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے لیے ایسا انتظام نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے جو یہ ضرورت محسوس فرماتیں صرف ان کے لیے یہ اہتمام ہوتا۔ اور جو یقین کے اعلیٰ درجے پر فائز تھیں، ان کے لئے ایک آدھ دن سے زیادہ کا انتظام کبھی نہ فرماتے۔

دعائے خاص:

پیارے بیٹے!

میں نے اس رسالہ نما مکتوب میں تیرے سوالوں کے جوابات لکھ دیے ہیں۔ اب ان پر سختی سے عمل شروع کر دے اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں مت بھولنا۔

تو نے دُعا کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے، تو کتبِ صحاح دُعاؤں سے مالا مال ہیں۔ وہاں سے اپنے لیے کسی دُعا کا انتخاب کرلو۔ (بہر حال) ایک دُعا لکھ دیتا ہوں اسے اپنے قیمتی لمحات میں پڑھنا۔ خصوصاً ہر نماز کے بعد ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مَنَ النِّعْمَۃِ تَمَامَھَا وَمِنَ الْعِصْمَۃِ دَوَامَھَا وَمِنَ الرَّحْمَۃِ شُمُوْلَھَا وَمِنَ الْعَافِیَۃِ حُصُوْلَھَا وَمِنَ الْعَیْشِ اَرْغَدَہٗ وَمِنَ الْعُمرِ اَسْعَدَہٗ وَمِنَ الْاِحْسَانِ اَتَمَّہٗ وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَعَمَّہٗ وَمِنَ الْفَضْلِ اَعْذَبَہٗ وَمِنَ اللُّطفِ اَقْرَبَہٗ اَللّٰھُمَّ کُنْ لَنَا وَلَاتَکُنْ عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ بِالسَّعَادَۃِ آجَالَنَا وَحَقِّقْ بِالزِّیَادَۃِ آمَالَنَا وَ اقْرِنْ بِالْعَافِیَۃِ غُدُوَّنَا وَ آصَالَنَا وَاجْعَلْ اِلٰی رَحْمَتِکَ مَصِیْرَنَا وَمَآلَنَا وَاصْبُبْ سِجَالَ عَفْوِکَ عَلٰی ذُنُوْبِنَا وَمُنَّ عَلَیْنَا بِاِصْلَاحِ عُیُوبِنَا وَ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَنَا وَفِیْ دِیْنِکَ اِجْتِھَادَنَا وَعَلَیْکَ تَوَکُّلُنَا وَ اِعْتِمَادُنَا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلٰی نَھجِ الْاِسْتِقَامَۃِ وَ اَعِذْنَا فِی الدُّنْیَا مِنْ مُوْجِبَاتِ النَّدَامَۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَخَفِّفْ عَنَّا ثِقْلَ الْاَوْزَارِ وَارْزُقْنَا عِیْشَۃَ الْاَبْرَارِ وَ اکْفِنَا وَ اصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَاعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ آبَائِنَا وَاُمَّھَاوَاخوَاتِنَا وَ مَشَایِخِنَا مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَاکَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا حَلِیْمُ یَا جَبَّارُ یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ وَیَا آخِرَالْاٰخِرِیْنَ وَیَا ذَاالْقُوَّۃِ الْمَتِیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ

اے اللہ عزّ وجلّ! مجھے نعمت کاملہ عطا فرما۔ مجھے دائمی عصمت عطا کر۔ مجھے ایسی رحمت عطا فرما جو میرے تمام اُمور و معاملات کو شامل ہو۔ وہ خیر و عافیت عطا فرما جو ہمیشہ مجھے حاصل رہے۔ خوشحال زندگی عطا فرما۔ سعادتوں سے لبریز عمر طویل عطا فرما۔ کامل و مکمل احسان عطا فرما..... اپنے خصوصی انعام واکرام سے نواز دے..... اپنا فضل وکرم عطا فرما...... یا اللہ عزّ وجلّ! میں ایسے لطف وکرم کا سُوالی ہوں..... جو مجھے تیری بارگاہ کے مزید قریب کردے۔ اے اللہ عزّ وجلّ! ہمیں فائدے عطا فرما۔ ہر نقصان سے محفوظ و مامون رکھ..... ہمیں سعادت و عافیت کی موت عطا ہو۔ ہماری اُمیدیں پوری فرما۔ بلکہ اُمیدوں سے بڑھ کر عطا فرما۔ ہماری صبح وشام کو عافیت سے ہم کنار فرما۔ ہمارا انجام واختتام اپنی رحمت کی جانب فرما۔ ہمارے گناہوں کی سیاہی پر اپنی مغفرت کی بارش برسادے ہمارے عیبوں کو معاف فرما کر ہم پر احسان فرما۔ تقویٰ و پرہیز گاری ہمارا زادِ راہ بنادے ہماری ہر کوشش ومحنت اپنے دین کی سربلندی کے لیے قبول فرما۔ تجھی پر ہی ہمارا بھروسا اور تیری ہی ذات پر ہمارا توکُّل ہو۔ اے اللہ عزّ وجلّ! ہمیں استقامت پر ثابت قدم رکھ۔ ہر ایسے افعال واعمال سے بچالے جو بروزِ حشر شرمندگی کا باعث ہوں۔ گناہوں کا بوجھ ہلکا فرما۔ نیک لوگوں جیسی زندگی عطا فرما۔ اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کرنا۔ بُرے لوگوں کے شر سے بچالے۔ اے اللہ عزّ وجلّ! ہمیں.. ہمارے آباؤ اجداد کو... ہماری ماؤں، بہنوں کو اور ہمارے مشائخ کرام علیہم الرضوان کو جہنّم کی آگ سے محفوظ فرما۔ اے ہر غالب پر غالب آنے والے!.... اے گناہوں کو معاف کرنے والے!.. اے لطف وکرم فرمانے والے!..... اے عیبوں کو چھپانے والے!..... اے تحمّل و بردباری کرنے والے!..... اے عظمت و بزرگی والے!... اے اللہ!... اے مالک!..... اے مولیٰ!..... اے رحم فرمانے والے!.. اے مہربانی فرمانے والے۔ اے ہر اوّل سے پہلے!.. اے ہر آخر کے بعد موجود رہنے والے!.. اے طاقت وقوت والے!..... اے مسکینوں پر عنایتیں کرنے والے!... اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والے!.... کوئی معبود نہیں تیرے سوا..... پاکی ہے تجھے ..... بے شک میں گناہ گاروں میں سے ہوں۔

﴿وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾